Mairaj

Vol 2, Issue 1

https://www.mairaj.pk editor.mairaj@gmail.com

ISSN Online 2959-2089 ISSN Print 2959-2070

محمد حسین رنگریز

ریسرچ اسکالر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد۔

کشمیر میں لکھی گئی تواریخ اور تذکروں میں سوانحی ادب کے نقوش

Mohammad Hussain Rangraz

Research Scholar, Maulana Azad National Urdu University, Hyderabad.

Imprints Of Biographical Literature In History And Memoirisms Written In Kashmir

Biographical literature and memoirs play a significant role in shaping our understanding of history. They provide valuable insights into the lives and experiences of individuals, shedding light on the social, cultural, and political contexts of a particular time and place. This holds true for any region, including Kashmir.In the context of Kashmir, biographical literature and memoirs offer glimpses into the lives of notable individuals, their struggles, achievements, and contributions to the region's history. These accounts can range from political figures and leaders to artists, scholars, and everyday people who have made an impact on Kashmiri society. One prominent example of biographical literature in Kashmir is the "Rajatarangini" (The River of Kings), written by Kalhana in the 12th century. It is a historical chronicle of the Kashmir region, encompassing the lives and reigns of various kings and rulers. While not strictly a memoir, it provides valuable biographical information about the rulers and their achievements. In addition to historical chronicles, there are personal memoirs written by individuals from Kashmir. These memoirs offer personal accounts of their lives, experiences, and the socio-political climate they witnessed. They provide insights into the lived realities of people in Kashmir and can help us understand the impact of various historical events and conflicts on individuals and communities.Overall, biographical literature and memoirs contribute to the collective memory and understanding of Kashmir's history, allowing us to explore the human dimension of historical events and gain a deeper appreciation for the diverse perspectives and experiences within the region.

Keyword: Kashmir, biographical, literature in Kashmir, "Rajatarangini, contribute

کلیدی الفاظ: کشمیر، یلہ مت پوران، جیالوجیکل، کشپ ریشی جو یاترا کی، قلمی نسخہ

کشمیر میں تاریخ کا جو سب سے پرانا قلمی نسخہ " نیلہ مت پوران" دستیاب ہوا ہے اس میں آج سے تقریباً دس کروڑ برس قبل کشمیر کے حالات و واقعات کے علاوہ بے شمار شخصیات جن میں خاص کر حکمراں طبقہ سر فہرست ہے۔ کی زندگیوں کے بارے میں قابل قدر معلومات دستیاب ہیں۔"نیلہ مت پوران" کے مطابق کشمیر ہی شاید واحد ایسا

خطہ ہے جہاں کے اتنے پرانے واقعات قلمبند ہو چکے ہیں۔ وہ قدیم زمانے کی روایتوں کے ساتھ کسی حد تک مطابقت رکھتے ہیں۔ قدیم روایتیں اور جیالوجیکل سروے کے نتائج اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ آج سے تقریباً دس کروڑ برس قبل وہ جگہ جہاں آج کل کشمیر کی وادی آباد ہے ایک وسیع و عریض جھیل تھی جو سیکڑوں فٹ گہری تھی۔ کشپ ریشی جو یاترا کی غرض سے جنوب سے شمال کی طرف آئے تو پورا خطہ پانی میں ڈوبا ہوا اور اس وسیع علاقے کی بربادی کا حال دیکھ کر کشپ رشی بڑا متاثر ہوا۔ کشپ رشی کی ذاتی ریاضت اور انتھک کوششوں نے بارہمولہ میں پہاڑ کاٹ کر رکھ دیا جس سے ستی سر کا پانی بہہ کر نکل گیا۔ پانی بہہ جانے کے بعد خشک زمین کے اونچے ٹیلے اور ایک خوش نما وادی ظاہر ہوئی جو کشپ کے نام کی نسبت سے کشمیر یا کشپ مر ''کہلایا جانے لگا۔ "

بعض علمی مشاقوں نے اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی ہے کہ زبان شاستری میں کم پانی کو اور شمیر ''باہر نکلنے کو کہتے ہیں۔ چونکہ ستی سر کا پانی باہر نکالا گیا تھا اس لیے اس کا نام کم شیر قرار پایا جسے اب کشمیر ہو گیا۔ پرانے زمانے کے حالات کا تجزیہ کرنے سے جو نتائج ظاہر ہوئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ازمنہ قدیم کے ایک زمانے میں وادی کشمیر ایک وسیع و عریض جھیل تھی۔ اس زمانے میں کشمیر میں زیادہ سخت سردی پڑتی تھی۔ موسم سرما زیادہ مدت تک رہا کرتا تھا۔ برف باری، برفانی تودے اور گلیشیر نچلی سطحوں پر بھی پائے جاتے تھے۔ بہر حال کچھ بھی ہو تمام مورخ اور محقق اس بات سے متفق ہیں کہ زمانہ قدیم میں کچھ عرصہ تک یہ خطہ عرض پانی کے نیچے دبا رہا تھا اور آبادی قائم کرنے سے پہلے یہاں سے پانی نکالا گیا ہے۔ اس کے بارے میں محققوں کی مختلف رائیں ہیں جن کو یہاں موضوع بحث اور سبب طوالت نہیں بنایا جائے گا۔ کشمیر پر جو قدیم وجدید معتبر تاریخیں تا حال لکھی گئی ہیں ان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طوفان نوح کے بعد جو کچھ کشمیر میں پیش آیا سوائے قلیل عرصہ کے سب کا سب منکشف ہو گیا۔ حکومت کشمیر کی ابتداء خاندان جموں سے ہوئی ہے اور 3180 قبل مسیح سے 1324ء تک یعنی چار ہزار پانچ سو چار سال راجگان ہنود نے حکومت کی اور پورے ملک اا قتدار رکھا۔ 1323ء میں ذوالقدر خان تاتاری نے پرجوش حملہ کیا اور 1324ء میں ملک ہندوں کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے ہاتھ آگئی۔

اس طرح 1325ء سے 1819ء تک یعنی چار سو چورانوے سال یہاں کی حکومت مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ میں رہی اور 1819ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر کو فتح کر کے اس کو خالصہ حکومت میں شامل کر لیا۔ آخر کار مارچ 1846ء کے عہد نامہ کی رو سے پچھتر لاکھ روپے کی عوض انگریزوں نے یہ خطہ دلپذیر مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں کے قبضہ اقتدار میں دے دیا۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ کشمیر میں سوانح کے ابتدائی مضبوط اور مستند نقوش کشمیر پر لکھی گئی مختلف تاریخوں میں ملتے ہیں۔ مقالے کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں پر صرف چند نمائندہ تاریخوں کا انتخاب کیا گیا ہے جن کے تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کشمیر میں سوانح کے ابتدائی نقوش تاریخوں میں ملتے ہیں۔ اس حوالے سے راقم نے مکمل تاریخ کشمیر مصنف محمد دین فوق کو سب سے پہلے منتخب کیا دد مکمل تاریخ کشمیر کشمیر کے بارے میں بہت سارے مورخوں نے مختلف زبانوں میں بہت ساری تاریخیں لکھی ہیں۔ اردو زبان کے علاوہ سنسکرت، ہندی، فارسی اور انگریزی میں کشمیر کے حوالے سے بہت ساری کتابیں دستیاب ہیں۔ کشمیر کی تاریخ کے حوالے سے نیل مت پران سب سے پرانی تاریخ ہے۔ اس کے علاوہ کشمیر کی تاریخ کے حوالے سے جو اہم تاریخیں لکھی گئی ہیں ان میں کل ہن کی راج ترنگنی کا مقام سب سے مقدم تصور کیا جاتا ہے۔ یہ تاریخ کلہن پنڈٹ نے آج سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے تصنیف کی ہے جو سنسکرت زبان میں تحریر کی گئی ہے۔ بعد میں اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ہوا۔ راج ترنگنی کے بعد مکمل تاریخ کشمیر کو اہم تصور کیا جاتا ہے۔ یہ تاریخ 1910ء میں مشہور ادیب و مورخ محمد الدین فوق نے اردو زبان میں تحریر کی ہے۔ یہ کتاب 736 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ حکومت راج گان جموں پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ 22 ابواب پر مشتمل ہے۔ راج گان ہنود کے 21 خاندانوں نے 4504 سال تک کشمیر پر حکومت کی۔ کتاب کے اس پہلے حصہ میں 157 راجاؤں کا تذکرہ قدرے تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ہر باب کے شروع میں متعلقہ خاندان کا تعارف کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ خاندان کا شجرہ نسب بھی باب کے ابتداء میں درج کیا گیا ہے۔ اس طرح 22 ابواب میں 21 خاندانوں کے تقریباً 157 راجاؤں کے مدت حکومت کے علاوہ ان کے سیاسی حالات تفصیل سے دیے گئے ہیں۔ بقول محمد الدین فوق -:

"یہ راجہ 3036ء میں تخت نشیں ہوا اور اس نے عدل وعطا کو اپنا شعار بنایا۔ ..... حکومت کو ایسا مستحکم بنایا کہ عرصہ دراز تک اس کے جانشینوں کو عیش و آرام سے حکمرانی کرنے کا موقع مل گیا۔ آخر میں سال تک حکومت پر جلوہ افروز رہ کر 3006 قبل مسیح وفات پائی۔"(1)

اس طرح خاندان کے دیگر راجاؤں جیسے راجہ رام دیو، راجہ درنادیو، راجہ سہم دیو، راجہ گوپال دیو، راجہ و زیانند، راجہ سکھدیو، راجہ رامانند، راجہ سند یماں، راجہ مرہن دیو، راجہ چندر دیو، راجہ آنند دیو، راجہ درپتادیو، راجہ ہرنام دیو، راجل سلکن دیو، راجہ سنیادت، راجہ منگلادت، راجہ کھیمہ اندر، راجہ بھیمہ اندر اور راجہ بندرسین کے حالات اور واقعات کہیں کتاب کے آدھے صفحہ پر کہیں ایک یا دو صفحے پر دیے گئے ہیں۔ راجہاؤں کے جو حالات اور واقعات درج کئے گئے ہیں ان میں خاص کر راجہ کی مدت حکومت

رعایا کے ساتھ سلوک، راجہ کی دلچسپی ، راجہ کی وفات وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ کتاب کے اس حصہ کا تجزیہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوانحی عناصر را جاؤں کے ان تذکروں میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ کوئی بھی سوانح نگار ان میں کسی بھی راجہ کو اپنے سوانح کا موضوع بنائے گا تو اس کو یہاں سے ایک اچھا خاصا مواد سوانح عمری کے لیے دستیاب ہو گا۔

مکمل تاریخ کشمیر دوسرا حصہ: کتاب کا دوسرا حصہ سلم دور حکومت پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس حصہ میں مغل دور کے جو صوبیدار مامور رہے ہیں ان کا تذکرہ بھی اس حصہ میں درج ہے۔ دوسرے حصہ کے پہلے چار ابواب میں شاہان زمانہ بے استقلالی 17 سال 10 ماہ 20 دن: یعنی 1335 ء سے 1343 ءتک

خاندان سلاطین 211 سال یعنی 1343 ء سے1554ءتک

خاندان چک 32 سال ایک ماہ اور ایک روز یعنی1554 ء سے1586 ءتک

شاہان مغلیہ 166 سال، یعنی1586ءسے 1752 ءتک

خاندان افاغنہ 66 سال، یعنی1754 ء سے 1819 ءتک

باب اول میں کل تین حکمرانوں یعنی رینچن شاہ الملقب ملک صدرالدین، اودیان دیو اور کوٹہ رانی کے سیاسی حالات درج ہیں۔ اس میں رنچن شاہ کے حالات زیادہ تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ باب دوم میں خاندان سلاطین یعنی شاہ میری خاندان کے 27 سلاطین کا کسی حد تک تفصیل کے ساتھ تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس باب میں سب سے پہلے شجرہ نسب سلاطین شمس الدین درج کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ کے باب سوم میں خاندان چک کے 8 حکمرانوں کے سیاسی حالات وغیرہ قلم بند کئے گئے ہیں۔

دوسرے حصہ کے چوتھے باب میں خاندان چغتائی یعنی شاہان مغلیہ کے شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کا پورا شجرہ نسب کے علاوہ جلال الدین محمد اکبر بحیثیت بادشاہ ہند کے سیاسی حالات کسی حد تک تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ اس کے علاوہ اکبر کی کشمیر میں آمد کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس باب میں ان تمام 85 صوبیدار اور نائب صوبیداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو جہانگیر عالم بہادر، فرخ سیر، محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد میں حکومت کشمیر پر مامور رہے۔ دوسرے حصے کے باب پنجم میں خاندان افاغنہ کے27 صوبیداروں اور نائب صوبیداروں کا بھی مختصراً تذکرہ کیا گیا ہے جو احمد شاہ ابدالی، تیمور شاہ، زمان شاہ اور محمد شاہ شجاع الملک کے عہد میں حکومت کشمیر پر مامور رہے۔ مکمل تاریخ کشمیر کا تیسرا حصہ سکھ دور حکومت پر مشتمل ہے۔ ان کا کل مدت حکومت کشمیر پر27 سال رہا۔ اس حصہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حالات اور واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ کتاب کے تیسرے حصے میں ان تمام 14 صوبیداروں کے سیاسی حالات اور واقعات بھی درج ہیں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں حکومت کشمیر پر مامور رہے۔ اس کے علاوہ ان چار صوبیداروں کا بھی تذکرہ درج ہے جو مہاراجہ شیر سنگھ، کرنل میہان سنگھ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے عہد میں حکومت کشمیر پر مامور رہے۔ کتاب کا چوتھا اور آخری حصہ مشائخ، علماء و سادات کشمیر پر۔ ہے۔ کتاب کے اس آخری حصہ میں مصنف نے29 شخصیات کا اجمالی تذکرہ کیا ہے۔ جن میں کشمیر سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ اور سادات حضرات شامل ہیں۔ یہ ان حضرات کا تذکرہ ہے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے عہد میں1819 ء سے 1846ءتک گزرے ہیں۔ مکمل تاریخ کشمیر کے سرسری جائزے سے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ سوانح کے ابتدائی عناصر یا نقوش اس کتاب میں کافی حد تک موجود ہیں۔ اگر چہ اس میں ایک مخصوص طبقہ یعنی حکمراں طبقہ کے ہی حالات اور واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں Cultural History یعنی ثقافتی تاریخ کے بجائے افراد یعنی حکمراں طبقہ کی ایک طویل عرصہ کی سیاسی تاریخ درج کی گئی ہے۔ جس میں سیکڑوں افراد کے علاوہ درجنوں علماء، مشائخ اور سادات کے تذکرے بھی شامل ہیں۔ جس کو کشمیر کے اردو سوانحی ادب کے ارتقاء میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔ آگے چند ایک تاریخوں اور تذکروں کا جائزہ لیا جائے جس سے اس حقیقت یعنی کشمیر میں سوانح کے ابتدائی عناصر تاریخوں اور تذکروں میں موجود ہیں اور زیادہ اجاگر ہو جائے گی۔

"مختصر تاریخ کشمیر" کشمیر کی تاریخ کے اہم واقعات کا ایک کیٹلاگ (Catalogue) سا ہے۔ یہ نسخہ اصل میں موجز التواریخ کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب محمد سیف الدین پنڈت صاحب نے1924ء میں لکھی گئی ہے اور اس کا اردو ترجمہ پہلی بار موصوف کے بیٹے جناب محمد امین پنڈت صاحب نے1964ء میں مختصر تاریخ کشمیر کے نام سے شائع کیا۔ مختلف خاندانوں اور حکومتوں سے تعلق رکھنے والے 345 راجاؤں اور سلطانوں کا اس میں تذکرہ ملتا ہے۔ یہ کتاب کل اکیس ابواب پر مشتمل ہے۔

اس میں کتاب کا تعارف ، ترتیب، کشمیر قدیم اور جدید کے علاوہ پانڈؤں کی حکومت، کارکوٹ، مغل بادشاہوں کا دور، افغانوں کی حکومت اور ڈوگرہ راج کا ایک سوسال درج ہے۔ اس کتاب میں اشخاص کا تذکرہ اختصار کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے لیکن اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ کوئی اہم واقعہ درج ہونے سے نہ رہ جائے۔ اس کتاب میں طوفان نوح سے لے کر مصنف کی حیات تک کے تمام اہم واقعات کا تذکرہ ہوا ہے۔اس تذکرہ میں پانڈوں اور کشمیری راجاؤں کی حکومت سے لے کر بنبی خاندان، راجہائے خمار، سلاطین کشمیر کے اہم اور مشہور حالات درج ہیں۔ مختصر تاریخ کشمیر میں راجاؤں کا تذکرہ دوسرے باب یعنی طوفان نوح کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

اس باب میں راجہ آؤ گونند کا تذکرہ سب سے پہلے کیا گیا ہے۔اس باب میں دیگر تین راجاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کے مختصر حالات اور واقعات درج کئے گئے ہیں۔ کتاب کا تیسرا باب'' پانڈوؤں کی حکومت پر مشتمل ہے۔ جس میں چالیس راجاؤں کا تذکرہ کر کے ان کے مختصر سوانحی حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔اس باب میں سب سے پہلے راجہ ہرن دیو کا مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔اس باب کے آخری راجہ جس کا ذکر کیا گیا ہے راجہ دامودر ہے۔اس راجہ کا مدت عہد حکومت 32 برس بتایا گیا ہے۔ کریوہ دامودر پر ایک شہر اسی نے آباد کیا تھا۔ کتاب کا چوتھا باب حضرت سلیمان کی کشمیر میں آمد اسباب میں کل 25 راجاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کے دور حکومت، طرز حکومت وغیرہ امور کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس باب کا پہلا راجہ زشک بتایا گیا ہے اور آخری راجہ جدشٹر ہے۔ کتاب کا پانچواں باب ہندوستان میں سکندر اعظم کی آمد پر مشتمل ہے۔اس باب میں دس راجاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس دور کا پہلا راجہ جس کے بارے میں لکھا گیا ہے راجہ پرتاب آدت ہے۔اس دور کا آخری راجہ جس کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے وہ راجہ ہرن ہے۔ مختصر تاریخ کشمیر کا چھٹا باب بکرمی دور پر مشتمل ہے۔ جس میں کل پندرہ راجاؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔راجہ بکرماجیت اس کا پہلا اور راجہ بالادت بکرمی اس دور کا آخری راجہ گزرا ہے۔ ساتواں باب کارکوٹ راجاؤں کی حکومت پر مشتمل ہے۔اس میں 16 راجاؤں کے دور حکومت کو اجاگر کیا گیا ہے۔راجہ درلب درون اس دور کا پہلا اور اوپ پلاپیڑ آخری راجہ جس کا تذکرہ اس باب میں شامل ہے۔ آٹھواں باب حکومت راجہائے خمار اور اس کے بعد پر مشتمل ہے۔راجہ اونتی درما اس دور کا پہلا راجہ اور راجہ سنگرام راج اس دور کا آخری راجہ گزرا ہے۔کل 24 راجاؤں کا مختصر تذکرہ اس باب میں کیا گیا ہے۔ نواں باب'' کشمیر میں سلطان محمود غزنوی کی آمد کے متعلق ہے۔اس باب میں 22 راجاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔راجہ ہری راج پہلا اور راجہ سہدیو اس دور کا آخری راجہ گزرا ہے۔جس کے بارے میں اس باب میں لکھا گیا ہے۔

دسواں باب'' کشمیر میں اسلام کی ترویج پر مشتمل ہے۔ اس دور کے تین بادشاہوں کا ذکر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔جن میں ذولچو ، رنچن شاہ المعروف صدرالدین اور اودن دیو شامل ہے۔ گیارہواں باب، حکومت سلاطین کشمیر پر منحصر ہے۔جس میں کل 27 سلاطین کے کارناموں کو درج کیا گیا ہے۔ شاہ مرزا سلطان شمس الدین اس دور کا پہلا اور سلطان حبیب شاہ آخری بادشاہ گزرا ہے جن کا اس باب میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ بارہواں باب چک خاندانوں کی حکومت پر مشتمل ہے۔غازی خان چک اس دور کا پہلا حکمران اور یعقوب خاں آخری حکمران جن کا تذکرہ اس باب میں کیا گیا ہے۔کل آٹھ حکمرانوں کے حالات اور واقعات اس باب میں درج کئے گئے ہیں۔

تیرھواں باب" سلطنت شاہان چغت (مغل بادشاہوں کا دور ‘(اس باب میں 71 مغل بادشاہوں کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ ظہیر الدین محمد بابر پہلا اور عطیہ اللہ خان آخری بادشاہ ہے جن کا اس باب میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

چودھواں باب نادر شاہ کا حملہ اور مغلیہ حکومت کا زوال پر مشتمل ہے۔اس باب میں 9 حکمرانوں کا تذکرہ ہے۔ جن میں سب سے پہلے نادر شاہ کا ذکر ہے اور آخر پر ابوالقاسم خان کا ذکر کیا گیا ہے۔ پندرھواں باب '' حکومت شاہان دورانی پر مشتمل ہے۔اسباب میں سب سے پہلے احمد شاہ درانی کا تذکرہ ہے۔کل 33 حکمرانوں کا اس باب میں تذکرہ ملتا ہے۔سولھواں باب سکھوں کی حکومت (در بار لاہور پر مبنی ہے۔ سکھوں نے اس خطہ دلپذیر پر تقریباً بائیس سال تک حکومت کی۔اس مدت میں کل چھ حکمرانوں نے ریاست پر حکومت کی۔ خالصہ دور کا پہلا حکمران راجہ رنجیت سنگھ رہا اور آخری حکمران جس نے کشمیر پر حکومت کی اس کا نام تھا شیخ امام الدین جو صرف ایک مہینے تک حکمران رہا۔ سترھواں باب ڈوگرہ راج پر مشتمل ہے۔ڈوگروں کا دور حکومت ایک سو سال تک رہا۔مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر اس دور کا سب سے پہلا حکمران تھا۔اس باب میں اس دور کے دیگر حکمرانوں کے تفاصیل بھی درج ہیں۔ بادشاہوں کے علاوہ جن 10 گورنروں کو ریاست کی چارج دی گئی تھی ان کا تذکرہ بھی اس باب میں درج کیا گیا ہے۔

یہ کتاب کل 224 صفحات پر محیط ہے۔کتاب کے آخر میں ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں کشمیر سے متعلق اہم مسودات اور مطبوعہ کتابوں کی فہرست دی گئی ہے۔اس کے علاوہ ہر باب کے آخر میں توضیحی نوٹ بھی درج ہیں۔ جس سے کتاب کے اہم اجزاء کو سمجھنے میں کافی آسانی ہوتی ہے۔ اس طرح مختصر تاریخ کشمیر سیکڑوں راجاؤں اور مہاراجاؤں کی تاریخ کے علاوہ ایک معتبر تذکرہ بھی ہے جس سے کشمیر میں اردو سوانحی ادب کے ارتقاء میں اپنا ایک خاص مقام ہے۔اس میں ایک خاص طبقہ یعنی حکمرانوں کے بہت سے سوانحی عناصر وافر مقدار میں موجود ہیں۔

ب:۔تذکروں میں سوانحی نقوش

کشمیری زبان اور شاعری یہ شعرائے کشمیر کا تذکرہ ہے جس کو کشمیر کے نامور شاعر، محقق اور ادیب عبدالاحد آزاد نے تصنیف کیا ہے۔یہ تذکرے لگ بھگ چار سو سال (1540-1940)پر پھیلے ہوئے ہیں۔آزاد نے اس طویل وقفے کو چار ادوار پر منقسم کیا تھا۔یہ کتاب تین جلدوں پر مبنی ہے۔جلد دوم میں تین شعراء کے علاوہ باقی تمام شعراء کے تذکرہ سموئے گئے ہیں۔ناقدین فن نے اس عظیم تخلیق کو متفقہ طور پر کشمیری ادب کا ماؤنٹ ایورسٹ قرار دیا ہے۔ یہ کتاب عبدالاحد آزاد نے اردو میں تالیف کی ہے۔جس میں ایک طویل عرصہ کے کشمیری شعراء کے تذکروں کے علاوہ ان کے کلام کو بھی سمویا گیا ہے۔اپنی نوعیت کی یہ پہلی کتاب ہے جو موصوف نے قلم بند کی ہے۔اس سے پہلے کشمیر میں اس قسم کی کتاب رقم نہیں کی گئی تھی۔یہ تذکرہ ہمارے ثقافتی ماضی کو ایک سنگم پر جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے اور آئندہ تحقیق و تنقید کی نئی راہیں روشن ہو گئی ہیں۔

اس معرکۃ الآرا تصنیف کا پہلا حصہ 1959ء میں اور اس کا دوسرا حصہ 1961 میں ریاستی کلچرل اکیڈمی نے شائع کیا۔کشمیری شعراء کے اس پہلے معتبر تذکرے کو ریاست اور ریاست سے باہر بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔پہلے حصے میں کشمیری زبان کی مبادیات پر بحث ہوئی ہے اور دوسرے حصے میں ساٹھ شعراء کے حالات زندگی درج کئے گئے ہیں۔کتاب کے حواشی کشمیر کے مشہور محقق و نقاد جناب محمد یوسف ٹینگ نے تحریر کیے ہیں۔ اصل میں یہ کتاب کشمیری شاعروں کی تاریخ بھی ہے،اس کا تذکرہ بھی ہے اور تنقید بھی۔شاعروں کی زندگی اور ان کے کارناموں کی تلاش میں عبدالاحد آزاد نے محنت شاقہ سے کام لیا ہے۔انہوں نے سیکڑوں شعراء پر فرداً فرداً تبصرے کئے ہیں۔عبدالاحد آزاد کو اس کتاب کا مواد جمع کرنے میں بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ ریاست کے دور دراز علاقوں میں گئے اور حوصلہ شکن حالات کے باوجود اس کو ترتیب دینے میں سالہا سال تک عرق ریزی سے کام لیا۔ بقول امین کامل آزاد نے جہاں کشمیری شاعری کو ایک نئے موڑ پر لا کھڑا کیا اور وہاں سے آج نئی پود کا کارواں گزر رہا ہے وہاں کشمیری شعراء کی سوانح حیات اور کلام سے متعلق تحقیق کر کے ایک اہم تاریخی فریضے کو بھی کاندھا دیا حق تو یہ ہے کہ کشمیر میں اس سے پہلے تذکرہ یا سوانح حیات لکھنے کی کوئی ایسی مربوط روایت موجود نہیں تھی جسے بنیاد بنا کر آگے بڑھایا جا سکتا تھا۔ مستشرقین کے کچھ متفرق مضامین موجود تھے لیکن ان سے کوئی ایسی مربوط ادبی تاریخ مرتب کرنا ناممکن تھا۔آخر عبدالاحد آزاد اس مشکل کام کو کرنے کے لیے کیسے تیار ہوئے؟اس بارے میں امین کامل رقم طراز ہیں :-

1935ء میں انہیں اپنے ہم عصر بزرگ شاعر حضرت مہجور سے قریبی تعلقات پیدا ہوئے۔ مہجور کی شخصیت نے انہیں اس قدر متاثر کیا کہ ان کی تفصیلی سوانح حیات لکھنے پر آمادہ ہوئے اور اس کام پر کام بھی کیا۔کچھ عرصے کے بعد انہیں محسوس ہوا کہ اپنے اس خیال کا دامن تمام کشمیری شعراء تک پھیلا دینا چاہئے۔اس احساس نے انہیں شعراء کی زندگی اور کلام کی کھوج کے لیے کشمیر کے دور دراز دیہات کے پاپیادہ سفر پر مجبور کر دیا۔ جو کچھ مواد بڑے بزرگوں اور دیگر معتبر ذرائع سے دستیاب ہوتا گیا اس سے قلم برداشتہ یادداشت کے طور پر ضبط پر تحریر میں لاتے رہے۔" (2)

عبدالاحد آزاد نے اس کتاب کا آغاز 1935ء میں سے کیا اور تادم مرگ یعنی 1948ء تک تاریخ ادبیات کشمیر کے لیے مواد بڑی جانفشانی کے ساتھ عبدالاحد آزاد نے جمع کیا۔وسائل کے فقدان کی وجہ سے اپنی حیات میں اس اہم کتاب کو طبع کرنے سے قاصر رہے۔یہ کتاب کشمیری شعراء کے پہلے معتبر تذکرے کی حیثیت سے سامنے آئی ہے اور اس کی یہ افادیت ہے اس میں مشہور کشمیری شاعرہ لل دید سے لے کر مہجور تک کے شعراء کا تذکرہ موجود ہے۔اس میں مشہور شعراء کی سوانح نگاری کے علاوہ ان کے نمونہ کلام کو بھی شامل کیا گیا ہے۔اس کی اہمیت کے بارے میں ڈاکٹر پریم ناتھ گنجو یوں گویا ہیں۔"یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور اہمیت میں براون کیلٹر یری آف پرشیا اور شبلی کی شعر العجم '' کے ہم وزن ہے"۔(3)

آزاد کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔وہ بیک وقت تین زبانوں کے ماہر تھے۔اردو، فارسی اور کشمیری۔کشمیری زبان اور شاعری کے دیباچے میں محمد یوسف ٹینگ لکھتے ہیں :

" میرا خیال ہے کہ اس عظیم تصنیف کا خاکہ مرتب کرتے وقت آزاد کے پیش نظر کم سے کم دو کتابیں مولانا شبلی کی شعر العجم " اور رام بابو سکسینہ کی تاریخ ادب اردو رہی ہیں۔ بالخصوص سوانح حیات کی " ترتیب میں سکسینہ کی تالیف کا پر تو صاف نظر آتا ہے۔ پہلے حسب ونسب پھر شاعر کی حیات سے متعلق کچھ معتبر واقعات وروایات پھر نمونہ کلام اور بعض صورتوں میں کلام پر تنقید یہ ہے۔ عام ڈھانچہ بعض صورتوں میں تو ابتدائی جملوں کی ساخت بھی مرزا محمد عسکری کے ترجمہ تاریخ ادب اردو سے ملتی جلتی ہے۔ صرف اردو شاعری کے تخلص کی جگہ کشمیری شاعری کا تخلص درج ہے۔ علی العموم مختصر سوانحی حالات کے بعد نمونہ کلام بھی درج کیا گیا ہے۔"(4)

اس ضخیم کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں مصنف نے اپنی تحقیقی کاوشوں سے متقدمین اور متوسطین کے سوانح کی تلاش اور فن کے تجزیہ کی خاطر گوناگوں معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ جمع کیا ہے۔ جس سے کشمیر کی ثقافت زبان اور ادب کے طالب علم صدیوں تک استفادہ کر کے فیضان اور رہبری حاصل کرتے رہیں گے۔ اگر چہ یہ تحقیق و تنقیدی کام کشمیری شعراء اور ان کے کلام کو محفوظ رکھنے کے لیے ہوا ہے اور یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ عبدالاحد آزاد کو کشمیری زبان وادب کی نشاۃ الثانیہ کا سب سے بڑا نقیب تصور کیا جاسکتا ہے مگر آپ نے یہ کام اردو زبان میں انجام دیا ہے۔ اردو زبان میں اس سے پہلے کشمیر میں اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں لکھا گیا تھا۔ اس حوالے سے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ کشمیر میں اردو سوانح کے باضابطہ اور ابتدائی سنگ میل عبدالاحد آزاد کی یہی معرکتہ الآرا کتاب یعنی" کشمیری زبان اور شاعری کو تسلیم کیا جاتا ہے۔

عبدالاحد آزاد کی کشمیری زبان اور شاعری جیسی تاریخ ساز تصنیف کی بدولت کشمیر میں پہلی بار تحقیق و تلاش، سوانح نگاری اور تنقید کی داغ بیل پڑ گئی۔ اس طرح کشمیر میں سوانح نگاری کی ارتقاء کی تاریخ میں عبدالاحد آزاد کی تصنیف کشمیری زبان اور شاعری (1940 - 1540) خاص اہمیت کی حامل ہے جس میں مختلف ادوار کے شعراء کے مختصر سوانحی مرقعے قلم بند کیے گئے ہیں۔ جن تاریخوں اور تذکروں کو موضوع بحث بنایا گیاہے اور پایا گیا کہ ان کتابوں میں سوانح عناصر موجود ہیں۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا رول کشمیر میں سوانح ادب کے ارتقاء کے لیے شاہ کالید کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے علاوہ بہت ساری تاریخیں اور تذکرے یہاں موجود ہیں جن میں اسی طرح کے سوانحی عناصر پائے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ تصانیف اردو زبان کے علاوہ سنسکرت، فارسی اور انگریزی میں بھی دستیاب ہیں۔ عبدالاحد آزاد، غلام احمد مہجور کے شاگرد اور ہم عصر تھے۔ دونوں کشمیری زبان کے اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے کہ عبدالاحد آزاد نے کشمیری زبان کے شعرا کا تذکرہ کشمیری زبان اور شاعری ' (1935ء سے 1948ء تک) میں قلم بند کیا ہے۔ اسی زمانے کے ایک اور تذکرہ کا یہاں پر ذکر کیا جائے گا یعنی" تذکرہ شعرائے کشمیر۔ یہ کشمیر کے فارسی شعراء کا تذکرہ ہے۔ پچھلے آٹھ سو سال میں جو فارسی شعراء کشمیر کی افق ادب پر نمودار ہوئے ہیں انہی کے تذکرے مہجور نے تذکرہ شعرائے کشمیر میں درج کیے ہیں۔ مر مہجور اپنی زندگی میں نہ اس تذکرہ کو مکمل کر سکے ورنہ ہی یہ تذکرہ آج تک زیور طبع سے آراستہ ہو سکا۔ فی زمانہ ابدال مہجور جو غلام احمد مہجور کے پوتے کے پاس ہیں یہ غیر شائع شدہ مسودہ موجود ہیں۔ ان کے مطابق مسودے میں درج مواد سے محققین کافی استفادہ کر سکتے ہیں۔ راقم کی رائے یہ ہے کہ یہ مسودہ چھپنا چاہئے تاکہ ناقدین فن اس پر ایک تو اپنی آرا پیش کر سکیں۔ دوم اس سے کشمیر میں سوانح ادب کے کافی نقوش بھی سامنے آجائیں۔ یہاں پر ذرا تفصیل کے ساتھ تذکرہ شعرائے کشمیر پر روشنی ڈالی جائے تاکہ مزید معلومات کا اضافہ ہو جائے۔

"تذکرہ شعرائے کشمیر مہجور کا ایک اور عظیم الشان ادبی کارنامہ ہے۔ مہجور نے اس سلسلے میں جو اشتہار تقسیم کرایا تھا اس کے مطابق اس تذکرے میں دنیل مت پوران)جن کا مصنف کلہن ہے (سے لے کر مہدی تک پورے پانچ سو شعراء کے مکمل حالات درج ہیں۔ مگر مہجور کا یہ لازوال تذکرہ نہ جانے کیوں ناتمام رہا اور پھر کبھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ دراصل اس کتاب کے پیچھے وہی جذبہ کار فرما تھا جو عبد الاحد آزاد کی کشمیری زبان اور شاعری کے پیچھے تھا۔ آزاد کو کشمیری شاعری کے ارتقائی سفر کا تذکرہ تحریر کرنا تھا جبکہ مہجور کو کشمیر میں فارسی زبان کے اہم شعراء کا تذکرہ لکھنے کا کام تفویض ہوا تھا۔ اس سے آزاد کی سرخ روئی سمجھ لیجئے کہ وہ اپنی حیات میں ہی اپنے معرکتہ الآرا تحقیق کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے جبکہ مہجور داستان کہتے کہتے نہ جانے کہاں کھوئے۔"(5)

محولہ بالا اقتباس سے یہی بات اخذ ہوتی ہے کہ غلام احمد مہجور نے جو کام سر دست لیا تھا وہ اس کو اپنی زندگی میں مکمل نہیں کر سکے اور فی الحال یہ تذکرہ شائع بھی نہیں ہوا ہے۔ شائع نہ ہونے کے وجوہات کو مصنف نے بیان نہیں کئے ہیں۔ رسالہ شیراز " میں مہجور کے حوالے سے ابدال مہجور اپنے دادا کی ناتمام تحریرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے پاس اس غیر مطبوعہ کتاب کا جو قلمی نسخہ ہے وہ چار سو دس (410 صفحات پر مشتمل ہے وہ لکھتے ہیں کہ مہجور نے کشمیری شاعری کو تین ادوار میں منقسم کیا ہے۔ پہلا دور ایک ہزار ہجری تک کے سترہ (17) شاعروں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں بیشتر شعراء کے حالات زندگی اور نمونہ کلام درج کیا گیا ہے۔ مسودے میں شعراء کے متعلق جو مواد جمع ہے وہ محققین کے لیے گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرا دور 1228ھ اختتام تک پہنچتا ہے۔ اس دور کے شعراء میں سر فہرست فطری کا نام

درج ہے۔ تذکرہ شعرائے کشمیر کا تیسرا دور 1230ھ سے 1313ھ تک کے شعراء پر مشتمل ہے۔ 83 سال کے اس دور میں کل 33 شعراء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں بعض حضرات کے حالات کا مفصل تذکرہ ہے۔ ابدال مہجور کے کہنے کے مطابق اس کتاب کے متعلق علامہ اقبال نے مہجور کو ایک خط لکھا تھا جس میں شاعر مشرق نے اس بات کی پیش بینی کی تھی کہ اگر تذکرہ شعرائے کشمیر آپ کی زندگی میں یا اس کے بعد شائع ہوگا تو بلاشبہ ایک عظیم کارنامہ ہوگا۔ جس سے آپ کا نام بقائے دوام حاصل کرے گا۔ یہ تذکرہ اگر شائع ہو جائے تو کشمیر کے بہت سارے فارسی شاعروں کے سوانحی کوائف سامنے آئیں گے۔ جس سے کشمیر میں سوانح نگاری کو یقیناً استحکام اور فروغ حاصل ہوگا۔

حوالہ جات

1۔ محی الدین زور کشمیری، دبستانِ جموں و کشمیر میں اردو، گلشن بکس، سری نگر، 2012ء، ص 44

2۔ ایضاً، ص 60

3۔ برج پریمی، جموں و کشمیر میں اردو ادب کی نشوونما، دیپ پبلشرز، کشمیر، 1992، ص 152

4۔ حامدی کاشمیری، ریاست جموں و کشمیر میں اردو ادب، گلشن پبلشرز، سرینگر، 1991ء، ص 103

5۔ ایضاً، ص 128